Heroes who fulfill their personal sense of destiny

سورما جو اپنی شخصی رویا کو پایہء تکمیل تک پہنچاتے ہیں۔

Thoughts, Speech, and Action: A Reflection of Your Mental Attitude.
June 2010

خیالات، گفتار اور عمل:
آپ کے ذہنی روّیہ کا عکس

جون 2010ء

مصنف: رابرٹ آر میک لاف لن
مترجم: پاسٹر پرویز رحمت مسیح

خیالات، گفتار اور عمل:
آپ کے ذہنی رویّہ کا عکس
جون 2010ء

فطری نظام میں زندگی بسر کرنے اور روحانی پختگی کی جانب بڑھنے کے درمیان مرکزی فرق۔ اِس فرق کا انحصار آپ کے جوہرِ نفسی کے مواد پر ہوتا ہے۔ ہمارے اندر یہ مقصد ہونا چاہیئے کہ: جس حد تک بھی ممکن ہو خدا کے ممتاز پرستش کرنے والے بن جائیں کیونکہ ہم اپنی ساری ابدیت میں بھی ایسے ہی ہوں گے۔ جب ہم اپنے درست ذہنی رویہ کا اطلاق اپنی زندگیوں پر کرتے ہیں تو یہ ہماری رہنمائی کرتے ہوئے روحانی پختگی تک پہنچا دے گا۔ ہم دھیرے دھیرے خود کو اُس کی پرستش کا عادی بنانا شروع کرتے ہیں۔ وہ پرستش، محبت اور پذیرائی جو ہماری سوچ کے انداز سے ظاہر ہوتی ہے، ہماری زندگی میں ساتھ ہوتی اور ہمارے ساتھ ساتھ وقت گزارتی ہے،اس کا نتیجہ اِس بات میں نکلنا ہوتا ہے کہ ہم اپنا وقت، اپنی صلاحیت، اپنے خزانے، اور روحانی نعمتوں کو مسیح کے لئے کس طرح استعمال کرتے ہیں۔ اِن تمام باتوں کی شروعات سوچ اور مناسب ذہنی رویہ اور متزلزل سوچ کو نظر انداز کرنے سے ہوتی ہے، کیونکہ متزلزل سوچ وقت کے ساتھ ساتھ بہتر ہونے کی بجائے بد سے بدتر ہوتی جاتی ہے! اگر ہم محض سوچتے رہیں اور سوچ کے مطابق پیروی نہ کریں تو کبھی کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔ بالآخر ہم فطری نظام میں ہی رہ جائیں گے۔ ہم جب

ایک بار فطری نظام میں شامل ہو جائیں اور ایامِ گزشتہ کا حصہ بن جائیں، تو گستاخی اور گھمنڈ جیسی مہارتیں روحانی نظریہ کے عمل میں رکاوٹ بن جاتی ہیں۔ روحانی زاویہء نظر سوچ کے تین ضابطوں کا متقاضی ہے:

1) آگاہی یا علم جس میں بیک وقت اعمال اور بائبل مقدس کی تعلیمات کا دل نشین کر لینے کا طریقہ کار شامل ہوتا ہے۔ ذہنی طریقہ کار یا آگہی کی جامع لیاقت، جس میں آگہی، شعوری ادراک، دلائل اور عدالت یا پرکھ بھی شامل ہیں۔

2) سوچ جو کہ آراستہ تعلیمات کا مجموعہ ہے۔ ایک بار سمجھ کر ذہن نشین کر لینے کے بعد سوچنے، نتائج پر پہنچنے اور مناسب سوچ کی ضرورت کو جان لینے کی صلاحیت شروع ہو جاتی ہے۔ رومیوں 3:12 ''میں اِس توفیق کی وجہ سے جو مجھ کو ملی ہے تم میں سے ہر ایک سے کہتا ہوں کہ جیسا سمجھنا چاہئے اُس سے زیادہ کوئی اپنے آپ کو نہ سمجھے جیسا خدا نے ہر ایک کو اندازہ کے موافق ایمان تقسیم کیا ہے اعتدال کے ساتھ اپنے آپ کو ویسا ہی سمجھے۔''

3) حل، یعنی فہم و ادراک اور مشکلات کو حل کرنے والے آلات استعمال کرنا جن کے ذریعہ ہم عمل یا تجربہ پر مناسب اور درست اطلاق کرتے ہیں۔

پختہ ایمان رکھنے والے کی سوچ اس دنیا کی عمومی یا مقبول سوچ کے انداز سے یکسر فرق ہوتی ہے۔ اسی لئے جب ایماندار پختگی کی تمام رکاوٹوں (حدوں) کو پھلانگ لیتا ہے تو اُسے ممتاز و بے مثال حیثیت میں الگ چُن لیا جاتا ہے۔ ذہنی رویہ میں زندگی کا وہ اصول شامل ہوتا ہے جو ہمیں مصروفِ عمل رکھتا ہے۔ ہم جو کچھ کہتے یا کرتے ہیں بنیادی طور پر وہی کچھ ہے جو ہم سوچتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ متی 34:12 میں

فریسیوں کی بابت خداوند نے کیا کہا تھا ''اے سانپ کے بچو تم بُرے ہو کر کیونکر اچھی باتیں کہہ سکتے ہو؟ کیونکہ جو دل میں بھرا ہے وہی منہ پر آتا ہے۔'' متی 8-7:15 بھی دیکھیں ''اے ریاکارو یسعیاہ نے تمہارے حق میں کیا خوب نبوت کی کہ ''یہ امت زبان سے تو میری عزت کرتی ہے۔ مگر ان کا دل مجھ سے دور ہے۔'' آپ اچھی بات سوچے بغیر ہی اچھی بات کہہ سکتے ہیں، ہم اِسے ریاکاری کہتے ہیں۔

زبور 21:55 ''اُس کا منہ مکھن کی مانند چکنا تھا، پر اس کے دل میں جنگ تھی۔ اُس کی باتیں تیل سے زیادہ ملائم تھیں، پر ننگی تلواریں تھیں۔''

سوچ، گفتار اور عمل ہمارے ذہنی رویّہ کا عکس اور محرکِ حیات ہے اور ہماری زندگی کی سب سے بڑی جنگ حیاتِ نفسی کے ساتھ ہوتی ہے۔

ہمارے ذہنی رویہ اور سوچ کے نظام کے ساتھ تین بنیادی روحانی منشور منسلک ہیں۔

1) پاک روح سے معمور ہونا۔ پیشتر اِس سے کہ ہم دائرہِ ادراکیت، عقائد پر مبنی تعلیمات اور تعلیمات کے اطلاق کے لئے کوئی حقیقی مثبت فیصلہ کریں، ضرور ہے کہ روح القدس سے معمور کئے جائیں۔

2) کلامِ مقدس کی تعلیمات کا ادراک۔ آپ کی روحانی زندگی میں ترقی کے لئے ضرور ہے کہ غناسطیت کو تبدیل کر کے اسے غناسطیت سے پہلے والی درست یا اصل حالت میں لے آئیں۔

3) مشکلات حل کرنے والے آلات۔ ایک بار پاک روح سے معمور ہو جانے پر ہم صاحبِ ادراک بن جاتے اور تعلیمات کو ذہن نشین رکھتے ہیں، اب ہم تیار ہیں

کہ اپنی مشکلات کو مشکلات حل کرنے والے دس آلات کی مدد سے حل کر سکیں۔

اِسی وجہ سے ہمیں راست سوچ سیکھنے کی ضرورت ہے یعنی خدا کی سوچیں سوچنا جو کہ ہمارے خیالات سے بہت بڑھ کر ہیں۔ خدا کی سوچیں پائیں اور تسلیم کریں کہ یہی ہمارے ٹکنے کی جگہ اور ہماری تازگی ہے۔ یسعیاہ 9:28 میں ''وہ کس کو دانش سکھائے گا؟ کس کو وعظ کر کے سمجھائے گا؟ کیا اُن کو جن کا دودھ (ابھی) چھڑایا گیا جو (ابھی) چھاتیوں سے جُدا کئے گئے؟'' دراصل یہ لوگوں کی طرف سے پیغام کی سادگی کی بابت کی گئی شکایت تھی۔ وہ حلیم اور قبول کرنے والے نہیں تھے بلکہ گھمنڈی اور نکتہ چینی کرنے والے تھے۔ خدا کی طرف سے نبیوں کی معرفت دی گئی نصیحت کی بے حرمتی اُن کا گناہ تھا، جو یہ شکایت کرتے تھے کہ یہ پیغام تو بچوں کے لئے مناسب ہے اور بالغوں کے لئے نہیں، وہ سطر بہ سطر پیغام پر تنقید کرتے اور ہر نصیحت اور فرمان کو بچگانہ اور احمقانہ قرار دیتے تھے۔ وہ آرام جس کا ذکر 12 ویں آیت میں آیا ہے۔ یسعیاہ 10:28 میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ''کیونکہ حکم پر حکم۔ حکم پر حکم۔ قانون پر قانون۔ قانون پر قانون ہے۔ تھوڑا یہاں تھوڑا وہاں۔'' اُس نے یہ بھی کہا کہ ''یہ آرام ہے۔ تم تھکے ماندوں کو آرام دو اور یہ تازگی ہے، پر وہ شنوا نہ ہوئے۔'' 9 ویں آیت میں اُن کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ خدا ہمارے ساتھ بچوں جیسا سلوک کرتا اور ہم سے دودھ چھڑائے گئے بچوں کی طرح پیش آتا ہے، وہ بار بار اپنی باتوں کو دہراتا اور ایک ہی بنیادی سبق سکھاتا رہتا ہے، اور ہمیں فقط فہم و ادراک کی ابجد ہی سکھاتا رہتا ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم وقتاً فوقتاً دیکھتے رہے ہیں، خدا کا کلام اسی طرح ذہن نشین کروایا جاتا ہے۔ اس سارے پیغام کا یہی مقصد ہے۔ خدا کا کلام سادگی کی وجہ سے انسان کو ناگوار گزرتا

ہے (2سلاطین 5:11-12؛ 1 کرنتھیوں 23:1)۔ چونکہ انہوں نے حکم پر حکم اور قانون پر قانون، روحانی تعلیمات کو رد کیا اور انہوں نے اپنے ذہنی رویوں کو بدلنا نہ چاہا، خدا اب بھی دلیر پیامبر کی معرفت پہلے سے بھی زیادہ بھاری انداز سے کلام کرتا ہے۔

نکتہ 5۔ سوچ، گفتار اور عمل ہمارے ذہنی رویّہ کا عکس اور محرکِ حیات ہے۔

زبور 23 (داؤد کے مزامیز) میں چرواہے اور بھیڑ کی گواہی میں اِس اصول کو سامنے لایا گیا ہے۔ ”خداوند میرا چوپان ہے۔ مجھے کمی نہ ہوگی۔“ اس کا بنیادی ترجمہ یوں ہے۔ ”خدا میری نگہداشت ایک بھیڑ کی طرح کرتا ہے؛ میں کبھی کسی اچھی چیز سے محروم نہ رہوں گا۔“ داؤد کہتا ہے کہ چونکہ خداوند میرا چوپان ہے، تو ضرورت کی ہر چیز میرے پاس ہے۔ کسی کے لئے بھی ممکن نہیں کہ وہ کامل راستبازی کے ساتھ ساتھ کسی چیز کا محتاج بھی ہو۔ خدا کا انصاف زندگی کی معاون اشیاء اور برکات فتح منداور ناکام ایماندار دونوں پر نازل کرتا ہے۔ اسی طرح روح القدس کی معاونت میں اِس زبور کا لکھنے والا بھی فتح مند تھا۔ پس داؤد کہتا ہے ”مجھے کمی نہ ہوگی“ کیونکہ خداوند میری چوپانی کررہا ہے۔ یاد رکھیں کہ بھیڑ خود اپنی فکر نہیں کرتی جیسا کہ دیگر جانور کرتے ہیں۔ بھیڑ کو متواتر اور لگاتار شخصی رکھوالی کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس یہ حیرت کی بات نہیں کہ خدا نے ہمیں بھی ”بھیڑ“ کہنا پسند کیا ہے۔ ہمارے اچھے چرواہے کی حیثیت سے خداوند یسوع مسیح نے ہمارے لئے اپنی جان دے دی۔ عبرانیوں 27:7 ”اسی لئے جواُس کے وسیلہ سے خدا کے پاس آتے ہیں وہ انہیں پوری پوری نجات دے سکتا ہے کیونکہ وہ ان کی شفاعت کے لئے ہمیشہ زندہ ہے۔“ وہ روح القدس کے وسیلہ

ہماری رہنمائی کرتا اور ہمہ وقت ہماری فکر میں رہتا ہے۔اسی وجہ سے داؤد نے زبور 2:23میں کہا کہ" وہ مجھے ہری ہری چراگاہوں میں بٹھاتا ہے۔وہ مجھے راحت کے چشموں کے پاس لے جاتا ہے۔" کسی بھیڑ کے لئے یہ زندگی بخش معاونت ہے۔ بھیڑوں کی کئی باتیں انسانوں کیساتھ نمایاں مماثلت رکھتی ہیں۔بھیڑ کے تعلق سے عجیب بات یہ ہے کہ جب تک انہیں ایک خاص قسم کا ماحول نہ مل جائے اُن کے لئے سکون اور راحت سے بیٹھنا ناممکن ہوتا ہے،تحفظ کا ایک یقینی احساس ہونا چاہیئے ، ہر طرح کے خوف،خطرے،فکر،بھوک اور تشدد سے احساس سے آزاد ہونا چاہیئے۔پس خدا کی بھیڑوں کو جو کچھ چاہیئے ہوتا ہے وہ اُن کے آرام کے لئے مہیا کرتا ہے۔

زبور 2:23" وہ مجھے ہری ہری چراگاہوں میں بٹھاتا ہے۔وہ مجھے راحت کے چشموں کے پاس لے جاتا ہے۔"

بھیڑ کو پانی کی ایک خاص مقدار درکار ہوتی ہے۔بہر حال دوسرے جانوروں کی نسبت پانی کی تلاش کیلئے بھیڑ مکمل طور پر اپنے چرواہے پر انحصار کرتی ہے۔خدا راحت کے چشمے مہیا کرتا ہے جو کہ ہماری زندگی کے تسلسل کے لئے ضروری ہیں۔ذہنی رویّہ کی بابت ہماری تعلیمات سے مماثلت رکھنے والی آیت زبور 3:23 ہے" وہ میری جان کو بحال کرتا ہے۔" یہ گناہ اور اس کے اثرات سے آزادی پا کر نیا بننے اور تازگی پانے کا اصول ہے۔جان کی بحالی کا مطلب یہ ہے کہ بے شک ہم اچھے چرواہے کی نگہبانی میں ہیں،تاہم ہماری زندگی میں ایسے وقت بھی آتے ہیں جب ہمیں بحال ہونے کی ضرورت ہوتی ہے۔یہاں استعمال ہونے والے عبرانی زبان کے لفظ کے معنی ہیں واپس گھر پہنچایا جانا، تازگی پانا، آرام پانا، دوبارہ حاصل کر لینا اور واپس

لوٹ آنا۔ داؤد نے یہ بات اس لئے کی کیونکہ ہمارے ذہنی رویّہ کے ساتھ ساتھ ہماری جان کو بھی بحال ہونے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ذہنی رویّہ کا تعلق آپ کی حقیقی شخصیت اور کردار سے ہے۔ کردار دکھ اور آزمائش جیسے تجربات سے گزرنے کے وسیلہ پروان چڑھتا ہے۔ دکھ، آزمائشیں، مایوسیاں...... یہ باتیں رکاوٹ نہیں ڈالتیں بلکہ مدد کرتی ہیں، بشرطیکہ اِن میں سے گزرنے والا اِن کو مناسب اور راست ذہنی رویّہ کے ساتھ استعمال کرے۔ تاہم، ان سب باتوں کی کُنجی یہ ہے کہ آپ اپنے ذہنی رویّہ کو کس طرح استعمال کرتے ہیں نا کہ آپ کیسا ردِ عمل ظاہر کرتے ہیں۔ ہر دکھ جس کا درست ذہنی رویّہ کے ساتھ مقابلہ اور سامنا کیا جائے وہ جان کو پہلے سے بھی زیادہ مضبوط اور صالح بنا دیتا ہے۔ مصیبت، سختی، آفات، اور رنج کی حالت میں کردار کا اظہار آپ کے ذہنی رویّہ سے ہی ہوتا ہے۔ جیتنے والے صرف ایک موقع پر جیت جانے سے ہی فتح مند نہیں ہو جاتے، بلکہ اس کی تیاری میں کئی ہفتے، مہینے، اور کئی سال لگائے گئے ہوتے ہیں۔ فاتحانہ کارکردگی تو محض کھلاڑی کے کردار کو ثابت کر رہی ہوتی ہے۔ ہم خدا کے کلام کی جن باتوں کا مطالعہ کرتے اور روح القدس سے معمور ہوتے ہیں، اس سے ہماری جان کو یہ تیاری مل رہی ہوتی ہے کہ اپنے راستے میں آنے والی ہر چیز کا سامنا کر کے اس سے نمٹ سکیں۔ یہ کام ہم بار بار دہرانے، سطر بہ سطر، حکم بہ حکم اور آہستہ آہستہ کر کے کرتے ہیں۔ جو کچھ کوئی اپنی جان میں سوچتا ہے وہ دراصل ویسا ہی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حوصلہ اور حقیقی انکساری خالص جوہر ہیں، کیونکہ ریاکاری ایسے جوہر کے مشابہ ہرگز نہیں ہوسکتی۔ یہ دلچسپی کی بات ہے کہ جن لوگوں پر خداوند ناراض ہوا اُس نے اُنہیں ریاکار کہا۔ اُس نے سکھایا کہ فقیہ اور فریسی ریاکار تھے جو خیرات دیتے، دعا

کرتے، روزہ رکھتے، دہ یکی دیتے، وہ ظاہر میں نیک اور راستباز تھے، وہ بائبل پڑھتے اور سکھاتے بھی تھے لیکن اُن کے ذہنی رویّہ میں بدی تھی۔

متی 2:6;5:6;16:6;23:23;25:23 ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ریا کاری بدی کی آخری شکل ہے کیونکہ راستبازی دیگر تمام ناکامیوں اور گناہوں کے پردہ میں بھی موجود ہوسکتی ہے لیکن ریا کاری کے ساتھ نہیں۔ ریا کار دراصل گلا سڑا اور نجس ہوتا ہے۔ ریا کار جن کو دھوکا دیتا ہے اُن سے حقارت کرتا ہے لیکن خود اپنی بھی اُس کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔

ذہنی رویّہ کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ بنی نوع انسان میں سے ہر بشر کی ذات میں دو شخصیات ہوتی ہیں، ایک سچی شخصیت اور ایک مصنوعی شخصیت۔ جب ایک شخصیت دوسرے میں ضم ہو کر یکجا ہو جاتی ہے اور آپ ہر طرح کی تنگ دلی، ناراستی اور ریا کاری سے چھٹکارا پا لیتے ہیں تو سمجھیں آپ نے پختگی کی رکاوٹوں کو عبور کر لیا ہے یا اس میں سے گزر رہے ہیں۔ یہی وقت ہے جب آپ خود روی میں سے نکل کر حقیقت یعنی سچائی میں زندگی بسر کرتے ہیں جیسا کہ 1 کرنتھیوں 10:15 میں ذکر آیا ہے۔ ''جو کچھ ہوں خدا کے فضل سے ہوں۔'' کئی لوگ اپنے روحانی سفر میں اپنی مصنوعی شخصیت کی وجہ سے پھنس کر رہ گئے ہیں، لوگوں کو متاثر کرنے کے سلسلہ میں یا پھر لوگوں کو فریب دینے کے باعث یا خود اپنے گھمنڈ کی تسکین کے لئے۔ آپ کبھی بھی زندگی کی درست جانب گامزن نہیں ہوسکتے جب تک کہ آپ میں ایک شخصیت نہ ہو، دو شخصیتوں کے ساتھ ایسا نہیں ہوسکتا۔ ہمارے ذہنی رویّہ کی اہمیت کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ کبھی بھی محدود ذخیرہ ءالفاظ کے ساتھ کنوئیں کے مینڈک نہ بنیں گے۔ سوچنے کے

لئے الفاظ ضروری ہوتے ہیں۔ آپ کے پاس الفاظ کا ذخیرہ جس قدر کم ہوگا آپ کی شخصیت کی ترقی اُتنی ہی کم ہوگی۔ پس، کوئی بھی روحانی نظام جو تکنیکی سوچ کا متقاضی ہو، وہ آپ کے ذہن، شخصیت اور کردار کو بڑھاتا ہے اور اگر آپ حلیم ہیں تو اس سے مسیح کے ساتھ تعظیم، راستبازی اور لگن کا اظہار ہوتا ہے۔ تعلیمات ضروری ہیں کیونکہ الفاظ شخصیت میں راست مقام پر ذخیرہ ہوتے ہیں۔ کسی بھی شخص کا ذہنی رویہ اُس کے الفاظ کے ذخیرہ سے زیادہ نہیں ہوسکتا ہے۔ ذخیرۂ الفاظ کو دو درجات میں تقسیم کیا جاتا ہے، تکنیکی اور غیر تکنیکی۔ غیر تکنیکی الفاظ کے ذخیرہ میں وہ الفاظ شامل ہوتے ہیں جن کی آپ کو زندگی بھر ہر جگہ ضرورت رہتی ہے۔ تکنیکی الفاظ کا ذخیرہ زندگی کے کسی خاص شعبہ میں کامیابی کے لئے درکار ہوتا ہے، اِن کے لئے مطالعہ، اور تکنیکی الفاظ کی ضرورت ہوتی ہے۔ مطالعہ زندگی کے اہم کاموں میں سے ایک ہے۔ فزکس کا مضمون پڑھنے والے جانتے ہیں کہ اِس کے لئے تکنیکی الفاظ کا الگ ذخیرہ ہوتا ہے۔ یا وہ جو ارضیات کے طالبِ علم ہیں، یا وہ جو علمِ الانسان کا مطالعہ کرتے ہیں جانتے ہیں کہ اس کے لئے تکنیکی الفاظ کا ذخیرہ ہوتا ہے۔ ہر ایک پیشہ ورانہ شعبہ کے لئے تکنیکی الفاظ کا ذخیرہ ہوتا ہے۔ نکتہ یہ ہے کہ الٰہیاتی علم کے لئے بھی تکنیکی الفاظ ہیں، خدا کے بارے میں یا بائبل کا مطالعہ کرنے کے لئے، اور جب ایک بار آپ کو نئی پیدائش کا تجربہ حاصل ہو جائے تو آپ غیر تکنیکی الفاظ کے سہارے ''زندگی بسر نہیں کر سکتے''۔ اسی وجہ سے آپ کو تکنیکی الفاظ سیکھنے کے لئے بائبل کلاس میں آنا پڑتا ہے۔ یہاں مثال کے لئے چند ایک اصطلاحات پیشِ خدمت ہیں۔ متحدہ الاقنوم، نظم ونسق (شرعی اجازت نامہ)، Fortiori، فرشتگان کی جنگ، تجسیمیت، تشبیہیت، تخلیقِ اوّل (تخلیقِ

کامل)، تخلیقِ ثانی (تخلیقِ اصلاحی)، دو پہلوی، سہ پہلوی، FLOT، دل، جسم کی حالت میں، لپسرانیت، PPOG، بحالی (واپسی)، ازلی ارادہ وغیرہ۔ یہ ایسے الفاظ ہیں جنہیں ہمارے عمومی ذخیرۂ الفاظ میں درست مقام پر شامل ہونا چاہیئے۔ جب ایسے الفاظ تکنیکی زبانِ الٰہیات میں استعمال کئے جائیں تو اُن کو ٹھیک طرح سے سمجھنا چاہیئے: "جب متحدہ الاقنوم ترتیبی عمل میں مصروف تھے، تو آسمان پر فرشتگان کے مابین سب سے بڑی جنگ اُس وقت چھڑ گئی جب یسوع مسیح نے بدن (جسم، مجسم) کی حالت میں کام شروع کیا تا کہ ہم اپنی جان کے لئے صفِ اول کی فوجوں کے ساتھ پیشقدمی کر کے، مشکلات حل کرنے والے دس آلات استعمال کرتے ہوئے خدا کے ازلی منصوبہ کے مطابق بحال ہو کر زندگی گزاریں اور کائناتی فطری زندگی (تخلیقِ اوّل) سے اور تخلیقِ ثانی سے دُور رہیں۔ یہ سب کچھ لپسرانیت کی درست ترتیب کا حصہ تھا جب خدا نے انسان کو مسح کیا کہ وہ دو پہلوی مخلوق سے آگے بڑھ کر خدا کے ساتھ اپنے سارے دل سے محبت رکھے اور سہ پہلوی مخلوق بن کر اپنی جان کی بابت خدا کے ازلی منصوبہ کو جلال دے۔ پس خدا تجسیمیت اور تشبیہیت کو انسان کے ساتھ اپنی محبت ظاہر کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔

لُبِ لباب یہ کہ ہمیں الفاظ کو بڑھانا ہے تا کہ اِن ساری موجود چیزوں کے لئے تکنیکی الفاظ تخلیق کر سکیں۔ ضرور ہے کہ آپ تکنیکی الفاظ کے ذخیرہ میں ترقی کرتے جائیں۔ اور یہ بات اس دنیا اور اس کی ہر اُس چیز کی بابت سچ ہے جس سے آپ زندگی میں لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں کہ آپ کو تکنیکی الفاظ سیکھنے یا جاننے کی ضرورت ہے۔